زینبؑ اپنے رب کے حضور میں

مفکر اسلام دکتر مولانا سید کلب صادق صاحب قبلہ مدظلہٗ

ثانی زہراؑ، حضرت زینبؑ کبری کی ولادت مدینۂ منورہ میں ۵ھ مطابق ۶۲۶ء میں ہوئی۔

حضرت جعفر ابن ابی طالب کی شریکۂ حیات حضرت اسماء بنت عمیس نے پیدائش کے تھوڑی دیر بعد بچی کو اپنے ہاتھوں پر اُٹھا کر ماں کو دکھایا۔ اور جو کہا اسے احمد شبلی (قاہرہ، مصر) کے الفاظ میں سنئے:

یابنت رسول الله انها شبیهة بک، فی جمال الخلقة وحسن التکوین، بل ان جمال النبوة لمجسم فی هذه المولودة الصغیرة وماشبهها باخیها الحسین علیه السلام۔

''دختر رسول؛ یہ بچی تو حسن و جمال میں بالکل آپ کی تصویر ہے، بلکہ مجھے تو یہ محسوس ہوتا ہے کہ خود جمال نبوت اس کے پیکر میں ڈھل گیا ہے۔ ارے یہ تو اپنے بھائی حسینؑ سے کتنی مشابہ ہے۔''

اسی مصنف کا بیان ہے کہ حضرت زہراؑ خدا کا شکر بجالائیں۔ اس کی حمد وثنا کی، پھر حضرت علی سے یہ ارشاد فرمایا کہ:۔

''اس بچی کا نام تو رکھئے''

حضرت علیؑ نے جواب دیا کہ میں کیوں رکھوں، رسولؐ خدا کے ہوتے ہوئے۔

اتفاق سے اس وقت حضور نبی کریم سفر میں تھے جب واپس تشریف لائے تو امیر المومنین نے بچی کا نام رکھنے کی درخواست کی۔

رسولؐ اللہ نے فرمایا کہ اس بچی کا نام خود اللہ تعالیٰ رکھے گا۔''

یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ جبرئیل امین نازل ہوئے اور رسولؐ اللہ سے کہا:

''ارشاد الٰہی ہے کہ اس بچی کا نام زینبؑ رکھئے۔ اس کے ساتھ ہی جبرئیل امین نے رسولؐ کو ان مصائب سے آگاہ کیا۔ جو اس بچی زینبؑ پر آئندہ پڑنے والے تھے۔

''مصائب زینبؑ سن کر حضور رونے لگے۔ پھر فرمایا کہ اس بچی کی مصیبت پر رونے والا، اور حسنؑ اور حسینؑ کے مصائب پر رونے والا، خدا کے نزدیک ایک ہی منزل میں ہوگا۔

جو بچی جمال نبوت و حُسن زہرا لے کر پیدا ہوئی تھی وہ ابھی چھ برس ہی کی ہوئی تھی کہ نہ نبی رہ گئے نہ زہراؑ۔ حضور کی وفات ۲۸ ر صفر ۱۱ھ میں ہوئی اور ۷۵ ر دن بعد بیٹی بھی باپ سے جاملی۔

جس بچی کا نام خود خدا نے رکھا ہو۔ اس کی ذاتی صلاحیتیں کس قدر ہوں گی۔ اس کا اندازہ کوئی بھی صاحب فکر سلیم

کرسکتا ہے۔ پیدائشی صلاحیتیں لے کرآئی تھیں۔۶،۷، برس کی عمر تک رسولؐ وفاطمہؑ کے کردار سے فیض یاب ہوئیں کچھ عرصہ پہلے تک، جب تک نفسیات اطفال Child Psychology نے فروغ نہیں پایا تھا۔

۶،۷ برس کی عمر کو تشکیل کردار کے سلسلے میں بالکل غیر اہم سمجھا جاتا تھا، لیکن اب اس سائنس کے فروغ کے زمانے میں یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ ۷ / برس تک کا سن ہی انسان کے تشکیل کردار میں کلیدی حیثیت رکھتا ہے اسی زمانے میں اس کے آئینہ کردار کی سمت معین ہوتی ہے اور اس دور میں شعوری اور غیر شعوری طور پر جن ہاتھوں سے وہ متاثر ہوتا ہے، اس کا ردّعمل آئندہ پوری زندگی میں اس سے ظاہر ہوتا رہتا ہے۔

تعمیر کردار میں انسان کی عمر کے ابتدائی سات برس بہت زیادہ اہم ہوا کرتے ہیں۔ ان سات برسوں میں سے چھ برس تک شہزادی، سرور کائناتؐ، حضرت علیؑ اور فاطمہ زہراؑ کی عدیم المثال سیرتوں سے اکتساب فیض کرتی رہی۔ اور پھر ساتویں سال کے اختتام تک فقط سیرت علیؑ سے متاثر ہوتی رہیں۔

فطری غیر معمولی صلاحیتیں پہلے ہی سے تھیں، ان کرداروں کی جھلک کردار زینب میں یوں آئی کہ زینب ایک ایسا گلدستہ بن گئیں جس میں صداقت، امانت، علم، شجاعت، صبر اور جذبۂ قربانی کے حسین وجمیل پھول مہک رہے تھے۔

صداقت ایسی کہ ساری زندگی جھوٹ کبھی قریب بھی نہ آسکا، امانت ایسی کہ رخصت آخر کے وقت حسینؑ ابن علیؑ نے امانت کا محافظ بنایا، علم ایسا کہ امام معصوم سے عالمۂ غیر معلمہ (ایسی عالمہ جس نے کسی کے سامنے زانوئے ادب تہ نہ کیا ہو) کی سند پائی۔ فصاحت ایسی کہ بازار کوفہ وبازار شام ودربار یزید میں ایسے خطبے دیئے کہ بقول آل رضا مرحوم:

اور ہی رنگ تھا، اس طرز سخن میں گویا
تھی زبان باپ کی بیٹی کے دہن میں گویا

شجاعت ایسی کہ دربار ابن زیاد ودربار یزید میں شجاعت علوی نے بلائیں لے لیں۔

جذبۂ قربانی ایسا کہ دین خدا پر بچوں کو قربان کردیا۔ بچوں سے زائد عزیز علیؑ اکبر کو فدا کیا، چھ ماہ کے بچے کو دین پر قربان کرنے کے لئے بھائی کی گود میں دیا۔ پھر خود رکاب تھام کر بھائی کو گھوڑے پر سوار کیا۔ اگر یہ بھائی بھی شہید ہوجائے۔ مگر نانا کا دین اور شریعت کے اصول بچ جائیں۔ اور پھر محرم کی گیارہویں شب کو اسی بھائی کے پہلو میں کھڑے ہوکر کہا:

بارالہا تیری بارگاہ عزوجلال میں یہ ہماری قربانی ہے اسے اپنے لطف وکرم سے قبول کرلے۔

صبر ایسا کہ حسینؑ کی مصیبتیں عصر عاشور کو ہمیشہ کے لئے ختم ہوگئیں، مگر زینبؑ کی مصیبتیں اس کے بعد بھی طویل مدت تک جاری رہیں۔

کردارِ زینب کے یہ سارے گوشے تفصیل طلب ہیں۔ مگر میں اس وقت زینب کے ذوق عبادت، خضوع وخشوع وتوکل علی اللہ کے بارے میں کچھ باتیں مختصراً عرض

کرنا چاہتا ہوں۔

احمد شبلی نے شاہزادی کی عبادت کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے:

عربی کا ترجمہ

''آپ (زینبؑ) دن میں روزہ دار اور رات میں عابدۂ شب زندہ دار، اپنے رب کی دائمی اطاعت گذار اور اس کی بارگاہ میں ہمیشہ مشغول استغفار رہا کرتی تھیں، اکثر راتیں تہجد وتلاوت قرآن کریم میں گذر جایا کرتی تھیں۔ زندگی بھر یہی شعار رہا۔

یہاں تک کہ زندگی کے سخت ترین دور یعنی کربلا میں بھی اس عبادت وشب بیداری میں فرق نہ آیا۔ یہاں تک کہ قیدخانہ شام وکوفہ میں بھی معمولات جاری رہے۔

یہ تو زینبؑ کے ذوق عبادت پر ایک سُنّی مورخ کی گواہی تھی، آیئے دو معصوم اماموں کی گواہی بھی دلا دوں۔

پہلی گواہی ہے، سیدالشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کی کہ آپ جب رخصت آخر کے بعد خیمے سے جا رہے تھے تو چلتے چلتے شاہزادی سے فرمایا تھا کہ:

یااختاہ لاتنسینی فی نافلة اللیل۔ بہن مجھے نماز شب میں بھول نہ جانا۔

اور دوسری گواہی ہے امام زین العابدین علیہ السلام کی:

اہل بیتؑ امام حسینؑ مدینے واپس آچکے تو کچھ عرصے کے بعد امام زین العابدینؑ نے قسم کھا کر فرمایا:

مجھے حیرت ہے سب سے زیادہ اپنی پھوپھی (جناب زینبؑ) کے کردار پر کہ قافلہ مدینے سے چلا مکہ پہنچا مکہ سے چلا کربلا پہنچا، کربلا میں جو کچھ ہونا تھا ہوا۔ پھر یہ لٹا ہوا قافلہ کوفے پہنچا۔ یہاں سے شام پہنچا، پھر قید ابن زیاد و یزید میں ہم رہے، پھر وہاں سے روانہ ہوئے کربلا پہنچے، پھر کربلا سے مدینے پہنچے، لیکن خدا کی قسم دوران سفر بھی میری پھوپھی کی نماز شب قضا نہیں ہوئی۔''

امامؑ کا ارشاد ہے، مبالغہ کا سوال ہی نہیں، حقیقت ہے اور بالکل حقیقت، پیدا کرنے والے میرے معبود تو ہی بتا کہ تاریخ بشر میں آدمؑ سے آج تک کسی تیرے مقرب بندے نے ان حالات میں نماز شب کی پابندی کی ہے جن حالات میں حسینؑ کی یہ عبادت گذار بہن سب کچھ ہوتے ہوئے تیری یاد کو قائم کئے رہی۔

علامہ احمد شبلی ہی کی کتاب سے پہلے شاہزادی کی دعاؤں میں سے ایک دعا نقل کرتا ہوں اور پھر منظوم مناجات دعا اور مناجات کا ٹوٹا پھوٹا ترجمہ بھی تحریر کردوں گا۔

اس دعا اور مناجات سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ جناب زینب، عشق الٰہی، توکل علی اللہ، بارگاہ الٰہی میں خضوع وخشوع کی کن بلند وبالا منزلوں پر تھیں۔

علامہ احمد شبلی کا بیان ہے کہ شاہزادی اکثر راتوں کو بارگاہ الٰہی میں یوں دعا مانگا کرتی تھیں:

اللھم انی اسئلک یاعالم الامور الخفیة ویامن بعزّله مدحیه ویامن الشمس والقمر بنور جلاله مُشرقةٌ مضیئة ویامقبلاً علی کل نفس مومنة زینة ویامُسکن رعب الخالفین واھل التقیة یامن حوائج

الخلق عنده مقضية یامن لیس له بواب ینادی ولا غیر رب یدعیٰ ولا یسر داؤ علی الالحاح الا کرماو جودًا صلی علی محمد و آله واعطنی سولی انک علی کلِ شیئٍ قدیر۔

بارالٰہا میں تیری بارگاہ میں سوالی ہوں، تو پوشیدہ امور کا جاننے والا ہے۔ زمین تیرے اقتدار سے بچھی ہوئی ہے۔ سورج اور چاند تیرے نور جلال سے تاباں ہیں۔ تیرا رُخ پاک نفس مومنین کی جانب رہا کرتا ہے۔ تو ہی سہمے ہوئے اور ترسیدہ دلوں کا سکون بخش ہے۔ سارے جہاں کی حاجتیں تو ہی برلاتا ہے۔ نہ تیرے دربار کا کوئی دربان ہے، نہ تیرا کوئی ندیم ہے، نہ تیرا کوئی وزیر نہ کوئی ایسا جسے تیرے سِوا صدا دی جائے، گڑگڑانے سے تیرے جودوکرم میں اضافہ ہی ہوتا ہے۔ محمدؐ وآل محمدؐ پر رحمتیں نازل ہوں اور میرے مولا تو برلا، تو ہر چیز پر قادر ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ ایک مظلومہ، ایک درد رسیدہ، شریکۃ الحسین، زینب کبریٰ کی ایسی مقرب بارگاہ الٰہی، کنیز خدا کی مقدس زبان سے نکلی ہوئی یہ دعا اگر ہماری زبانوں پر جاری ہوجائے تو ان شاء اللہ ہماری مرادضرور بر آئے گی میں مومنین ومومنات سے گذارش کروں گا کہ وہ سخت مواقع پر مذکورہ بالا دعا کی تلاوت کریں اس کے برکات کا خود ہی اندازہ کریں۔

یہ تھی دعا، اور اب اس کے بعد وہ مناجاتیں جنھیں علامہ شبلی نے تحریر کیا ہے:

منظوم مناجات

وکم للہ من لطف خفی
اللہ کی نامعلوم ایسی کتنی چھپی ہوئی نعمتیں ہیں،
یرق خفاہ عن ممنعم الذکی
جن کا پتہ ذہن افراد تک کو نہیں چل پاتا

وکم یسر اتی من بعد عُسر
سختیوں کے بعد ہی آسانیاں آتی ہیں
وفرج کربۃ القلب الشجی
اور قلب محزون سے غم کے بادل چھٹ ہی جاتے ہیں

وکم امرٍ تساء به صباحًا
صبح کو ایک بات بُری نظر آتی ہے
تاتیک المسرۃ بالعشی
مگر شام کو (اس کی وجہ سے) شادمانیاں مل جاتی ہیں

اذاضاقت بک او الحوائج یوما
جب حالات تجھ پر تنگ ہونے لگیں
فَثِقْ بالواحد الفرد العِلی
تو خدائے واحد یکتا وبلند ہی پر بھروسا کر

تشفعي بالنبي فكل عبدٍ **لغاث اذا تشفع بالنبي**

نبی کو بارگاہ الٰہی میں اپنا وسیلہ بنا مومن کی مراد نبی کی شفاعت ہی سے بر آتی ہے

ولا تجزع اذا ما ناب خطب **فكم لله من لطف خفي**

مصیبتوں میں فریاد وواویلا نہ کرو اللہ کی مہربانیاں چھپی ہوئی ہوتی ہیں

دوسری مناجات

علامہٴ احمد شبلی نے شریکۃ الحسین کی یہ دوسری مناجات بھی تحریر کی ہے:

سهرت اعين ونامت عيون **لامور تكون او لا تكون**

چھپی ہوئی اور اَن ہونی باتوں کی وجہ سے بہت سے لوگ جاگتے رہتے ہیں اور بہت سے لوگ سوتے رہتے ہیں

ان ربًا كفاك بأمس **سيكفيك في غدٍ ما يكون**

جو خدا کل تیرا مددگار تھا، وہی کل بھی تیرا مددگار ہوگا

فأرمِ العمه ما استطعت **عن النفس تحملُكَ الهم جنون**

اس لئے تو اپنے دل سے پریشانی وفکر کو جتنا دور پھینک سکے پھینک دے۔ پریشانیاں لادے رہنا جنون اور پاگل پن ہے

میں شاہزادی ہی کے وسیلے سے بارگاہ الٰہی میں دعا کروں گا، کہ وہ ہم میں ایسی دینی بصیرت اور ذوق عبادت پیدا کردے۔ جو اس شاہزادی کے غلاموں اور کنیزوں کے شایاں ہو۔☆☆☆

پرنور دین حق کو شب تار مین کیا روشن چراغ خون کی بوچھار میں کیا
ذکر حسینؑ کوفے کے بازار میں کیا اعلان فتح شام کے دربار میں کیا
آیات حق کی چھاؤں میں عصمت کا پھول تھیں زینبؑ کہیں علیؑ تھیں کہیں پر رسولؐ تھیں

علامہ فضل نقوی